ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.7,Issue No.1 (2025)
(January to March)

پاکستان میں منظوم اُردو سیرت نگار: اجمالی تعارف

Poetic Biography Writers of the Prophet in Pakistan: A Brief Introduction

سعدیہ بی بی
پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد
پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان
ڈائریکٹر ایڈوانس سٹڈیز (سوشل سائنسز)، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد

Sadia Bibi
Ph.D. Scholar, Department of Urdu, Riphah International University, Faisalabad
Prof. Dr. Muhammad Asif Awan
Director Advance Studies (Social Sciences), Riphah International University, Faisalabad.

Abstract:
Urdu poetic Seerah writing has a rich history, paralleling the more widely recognized prose biographies of Prophet Muhammad (PBUH). One of the earliest known poetic Seerah works, Hasht Bihisht by Mullah Baqar Agha, highlights this tradition's deep roots. Over time, several Urdu poets, including Abrar Kartpuri, Hafeez Jalandhari, Ejaz Rahmani, and Anjum Niazi, have significantly contributed to this genre, blending literary excellence with spiritual devotion. Their poetry not only serves as a tribute to the Prophet (PBUH) but also preserves historical and religious narratives in an aesthetically profound manner. This study presents a concise introduction to these poets and their works, emphasizing their thematic depth and artistic contributions. By shedding light on this important yet often overlooked literary form, the research aims to encourage further exploration of poetic Seerah writing and its enduring impact on Urdu literature.

Keywords: Urdu poetic, Hafeez Jalandhari, Ejaz Rahmani, Literary excellence, Spiritual devotion, Historical narratives, Poetic tribute, Urdu literature

اُردو سیرت نگاری کی ایک طویل تاریخ ہے، اور اگرچہ نثری سیرت نگاری کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی منظوم سیرت نگاری کی تاریخ بھی اتنی ہی قدیم ہے۔ تاریخی شواہد کے مطابق، سیرت پر لکھی جانے والی پہلی کتاب "ہشت بہشت" منظوم سیرت تھی، جس کے مصنف ملا باقر آگاہ تھے۔ اردو کے کئی نامور شاعروں نے منظوم سیرت نگاری پر کام کیا، اور ان کی تخلیقات کو مختلف مضامین اور مقالات میں سراہا گیا۔ اس مقالے میں پہلی مرتبہ اہم ترین منظوم سیرت نگاروں کا اجمالی تعارف پیش کیا گیا ہے، جہاں مختصر سے مختصر

انداز میں ان کا تعارف بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ منظوم سیرت نگاری پر تحقیق اور اس کے خدوخال مرتب کرنا ایک قابلِ قدر کام ہے۔ اس مطالعہ میں منظوم سیرت نگاروں کی تفصیلی فہرست میں سے چند نمایاں شعراء کا اجمالی تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

ابرار کرت پوری (۱۴ جنوری ۱۹۳۹ء، کرتپور، بجنور – ۱۸ جون ۲۰۲۲ء) ایک ممتاز شاعر اور استاد تھے، جن کی پہچان حمدیہ و نعتیہ شاعری بنی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد وہ دہلی گئے، جہاں ایم اے تک تعلیم حاصل کی۔ شاعری کا فطری ذوق رکھتے تھے اور دبستانِ داغ کے علامہ شاہد نوحی سے اصلاح لیتے رہے، بعد میں مظفر وارثی سے متاثر ہو کر حمد و نعت کو اپنا میدان بنایا۔ انہوں نے غالبؔ کے ۹۲ مصرعوں پر نعتیں لکھ کر "مدحت" اور پیغمبرِ اسلامؐ کے غزوات کو منظوم کر کے "غزوات" جیسے مجموعے شائع کیے، جو بے حد مقبول ہوئے۔ انہوں نے نظم، غزل، رباعی، مثنوی اور آزاد نظم میں بھی خاصا کام کیا اور ان کے کئی شاگرد سخن کی مشق میں محو رہے۔ نوے کی دہائی میں دہلی میں "حمد و نعت اکیڈمی" قائم کی، جس کے ذریعے نصاب میں حمد و نعت کی شمولیت کے لیے کام کیا اور ہر سال انعامات کا اجرا کیا۔ وہ کئی ماہ صاحبِ فراش رہنے کے بعد ۸۸ سال کی عمر میں ۱۸ جون ۲۰۲۲ء کو وفات پا گئے، اور ان کی نمازِ جنازہ اسی روز مغرب کے بعد ادا کر دی گئی۔ حمدیہ شاعری میں سب سے زیادہ مجموعے تخلیق کرنے والے شاعر کے طور پر انھیں ممتاز ناقدین نے سراہا۔

ابرار کرت پوری نے پوری زندگی غزلوں کے علاوہ حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے میدان میں کئی کامیاب تجربے کیے اور اپنی شناخت ادب میں قائم کی۔ ان کے تقریباً تین درجن مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں پانچ حمدیہ شاعری پر مشتمل ہیں۔ عقیدت پارے، بچپن، بعد از خدا، دل کش نظمیں، ایک تھا بادشاہ، غزوات، حمد کیوں تو ہوا جیارا، حرف حرف درین، حرف حرف ثنا، مدحت، مفتاحِ سخن، شہر علم، قسامِ ازل، روشنی تخیل کی، روشنی ہی روشنی، وایاک نستعین، ورفعنالک ذکرک، خالق ذوالجلال وغیرہ۔ مشہور صحافی اور شاعر ندیم صدیقی لکھتے ہیں:

> "ابرار کرتپوری ایک اچھے مشتاق شاعر کے ساتھ غیور اور عزتِ نفس کے پاسدار شاعر تھے اور کم از کم دہلی میں وہ کوئی بے ذوق ہی ہو گا۔ جو ان کے جملہ اوصاف کے ساتھ متعارف نہ ہو۔"(۱)

ابوالاثر حفیظ جالندھری (۱۴ جنوری ۱۹۰۰ء، جالندھر – ۲۱ دسمبر ۱۹۸۲ء، لاہور) پاکستان کے نامور شاعر اور افسانہ نگار تھے، جنہیں پاکستان کے قومی ترانے کے خالق کے طور پر شہرتِ دوام حاصل ہوئی۔ رسمی تعلیم نہ ہونے کے باوجود انہوں نے خود تعلیمی کمی کو پورا کیا اور فارسی کے معروف شاعر مولانا غلام قادر بلگرامی سے اصلاح لی۔ وہ پاک فوج میں ڈائریکٹر جنرل مورال، صدر پاکستان کے چیف ایڈوائزر اور رائٹرز گلڈ کے ڈائریکٹر کے عہدوں پر فائز رہے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ "شاہنامہ اسلام" (چار جلدوں پر مشتمل) ہے، جس پر انہیں "فردوسی اسلام" کا خطاب دیا گیا۔ شاعری میں غنائیت اور سلاست ان کی خاص پہچان تھی، انہوں نے نظم، غزل اور گیت نگاری میں بھی کمال دکھایا، حتیٰ کہ دوسری جنگِ عظیم کے دوران فوجی گیت بھی تخلیق کیے۔ علامہ اقبال سے ان کا قریبی تعلق تھا اور وہ ۱۹۲۶ء کے انتخابات میں اقبال کے ہمراہ سرگرم رہے۔ ان کی تصانیف میں نغمۂ بار، تلخابۂ شیریں، سوز و ساز، شاہنامہ اسلام، ہندوستان ہمارا، بزم نہیں رزم اور چراغِ سحر جیسے معروف مجموعے شامل ہیں۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۸۲ء کو لاہور میں وفات پائی، اور کئی کوششوں کے بعد حکومتِ پاکستان نے مینارِ پاکستان کے قریب ان کا مزار تعمیر کرایا، جہاں وہ آسودۂ خاک ہیں۔

اعجاز رحمانی (پیدائش: ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء، علی گڑھ) پاکستان کے معروف شاعر تھے، جنہوں نے نعت، غزل اور نظم میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ کم عمری میں والدین کے انتقال کے بعد دادی نے پرورش کی، اور مالی حالات کے باعث جز وقتی کام کے ساتھ

تعلیم جاری رکھی۔ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی منتقل ہو گئے اور شاعری میں استاد قمر جلالوی سے اصلاح لی۔ ان کا کلام پاکستان اور بیرون ملک مشاعروں میں بے حد مقبول رہا۔ ان کی تصانیف میں "اعجاز مصطفیٰ" (نعتیہ مجموعہ)، "کاغذ کے سفینے" (غزلیں)، "لمحوں کی زنجیر" (نظمیں)، "مسدس رحمانی" (سیرت النبیؐ پر مشتمل) اور "کلیات نعت" شامل ہیں۔ ان کی شاعری سادہ، بامحاورہ اور اثر انگیز ہے، جس میں احساسات و جذبات کی خوبصورت عکاسی ملتی ہے۔

انجم نیازی (پیدائش: ۱۰ نومبر ۱۹۴۱ء، روکھڑا، میانوالی) ایک ہمہ جہت شاعر، ادیب اور انشائیہ نگار ہیں، جنہیں خاص طور پر "بابائے منقبت" کے لقب سے پہچانا جاتا ہے۔ انہوں نے تقریباً ۷۰ منقبتوں کی کتابیں تحریر کیں اور غزل گوئی میں بھی اپنی شناخت قائم کی۔ ایم اے اردو کرنے کے بعد لوکل گورنمنٹ میں ملازمت اختیار کی اور ڈائریکٹر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ شاعری کا آغاز ۱۹۴۷ء میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی منقبت سے کیا اور مختلف شہروں میں منقبت نگاری کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کے کلام میں فنی محاسن، تشبیہات اور استعاروں کا خوبصورت امتزاج ملتا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے ایک تحریک کی صورت میں کئی شعراء کو منقبت نگاری کی طرف مائل کیا اور اس صنف کو عروج بخشا۔ انجم نیازی کی شاعری پُر تاثیر ہے پڑھنے والے پر اپنے گہرے اثرات طاری کرتا ہے۔ ان کی شاعری نادہ کاری اور تنوع کے باعث قاری کی توجہ اپنی طرف مبذول کرواتی ہے۔ ان کی شعری میں فکری طور پر مضامین قرآن کریم، احادیثِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ و سیر کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ انجم نیازی وہ واحد شاعر ہے جنہوں نے منظوم سیرت نگاری کے ساتھ ساتھ اہلِ بیتؓ اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں سینکڑوں تازہ مضامین فراہم کئے ہیں۔ ان کی شاعری میں استعمال ہونے والی شعری زمینوں کی فنی فضا اور تخلیقی ماحول کو بھی شائستہ مزاج رکھا ہے اور اوزان و بحور خوش آہنگی اور حُسنِ تراکیب ساتھ الفاظ کا دروبست اور انتخاب لائقِ داد ہے جو ان کی شاعری دوستی کا فطری رجحان ظاہر کرتی ہے۔ انجم نیازی زندگی کے ان مراحل میں آرام کی بجائے آج بھی شاعری کی خصوصاً منقبت نگاری کی شمع جلائے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنی روشنی سے استفادہ کیے ہوئے ہیں۔ انجم نیازی کی تصانیف کی فہرست ملاحظہ ہو:

سید صحابیؓ، مرادِ مصطفیٰؐ، ذوالنورینؓ، علیؓ شیر خدا، سعد بن ابی وقاصؓ، ابو عبیدہ بن جراحؓ، عبد الرحمن بن عوفؓ، محافظ رسولؐ طلحہؓ، زبیر بن العوامؓ، سعید بن زیدؓ، ابو موسیٰ عشری بلالؓ، ابو ہریرہؓ، سیدنا عباس بن عبد المطلبؓ، عبد اللہ بن عباسؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ، عبد اللہ بن عمرؓ، ابو العاصؓ، ابو ایوب انصاریؓ، ابو سفیانؓ، امیر معاویہؓ، عمر بن العاصؓ، اسامہ بن زیدؓ، حسن بن علیؓ، حسین بن علیؓ، حمزہؓ بن عبد المطلب، کرنیں ایک مشعل کی (جلد اول، دوم)، خدیجۃ الکبریٰؓ، صدیقہ کونینؓ، صدیقہ کائناتؓ، ام المومنین حفصہؓ، ام المومنین سودہؓ، اموم المومنینؓ، ام المومنین زینب بن جحشؓ، ام المومنین زینب بنت خزیمہؓ، ام المومنین ام سلمہؓ، ام المومنین ام حبیبہؓ، ماریہ قبطیہؓ، سیدہ فاطمہ بنت خطابؓ، سیدہ اولیٰ بنتِ عبد المطلبؓ، سدہ صفیہ بنت عبد المطلبؓ، سیدہ اسما بنت ابو بکرؓ، صحابیاتؓ طیبات (جلد اول، دوم، سوم، چہارم)، بارانِ رسول (جلد اول، دوم)، حیات النبی کی خوشبوئیں۔ ان کے علاوہ کم و بیش ۱۸ مسودہ جات چھپائی کے لیے تیار ہیں جو آئندہ آنے والے دنوں میں قارئین کی پہنچ میں ہوں گے۔ ڈاکٹر ریاض مجید نے انجم نیازی کو خراجِ تحسین پیش کیا جس کا عنوان "بابائے منقبت" رکھا چند اشعار ملاحظہ ہو:

اے　انجمؔ　نیازی　اے　شیدائے　منقبت!
مبروک　تجھ　کو　کوششِ　احیائے　منقبت
آل　آئینہ　ہے　،　عکس　ہیں　اصحاب　اے　خوشا!

حُبِّ محمدی سے جِلائے منقبت
اصحابؓ آنکھیں فن کی ہیں اور آلؓ اُن کا نُور
نسبت نبیؐ کی ہے ہنر افزائے منقبت
لگتا ہے حُب سرشت اے وارفتگی مزاج!
خود تجھ سے کوئی غیب سے لکھوائے منقبت
ہم رُو بہ منقبت ہوں تکلّف سے سب، مگر
بے اختیار لب پہ ترے آئے منقبت
حال اور **قال** دونوں میں نیّت کا فرق ہے
ہم کہہ رہے ہیں اور تُو فرمائے منقبت(۲)

جن الفاظ میں ڈاکٹر ریاض مجید نے انجم نیازی کو خراجِ تحسین پیش کیا مشکل ہے کہ کوئی دوسرا شاعر ان کو اتنی گہرائی سے جان کر ان کو اپنے کلام میں ڈھال سکتا۔ مزید اشعار ملاحظہ ہو:

اِس صنف میں بسر کئے تُو نے پچاس سال
سچ ہے اگر کہیں تجھے "بابائے منقبت"
خیرہ ملائکہ کو کرے گی بروزِ حشر
فردِ عمل میں تیری تجلّائے منقبت
حُبّ دار جو نبیؐ کے ہیں، ممدوح ہیں ترے
دل میں ترے ہے کتنی تمنّائے منقبت
تجھے احترام زاد ـــــ تعاون شعار کا
فردوس رُو رہا سدا سودائے منقبت
انعام تیری سعیِ وِلازاد پائے گہ
تجھ کو ملے گا حشر میں تمغائے منقبت
ہیں خواب تو سدا سے صحابہؓ طلب ، تجھے
حاصل ہے جاگنے میں بھی رویائے منقبت
حمد اور نعت بھی ہے تری منقبت مثال
در آئے تیرے فن میں یوں اجزائے

بہزاد لکھنوی (پیدائش: ۱۹۰۰، لکھنؤ– وفات: ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۴، کراچی) نعت گوئی کے منفرد شاعر تھے، جنہوں نے اپنی شاعری کو مدحِ رسولؐ کے لیے وقف کر دیا۔ ان کا اصل نام سردار حسین خاں تھا، مگر "طلسم ہوش رُبا" کے ایک کردار سے متاثر ہو کر

انہوں نے "بہزاد" تخلص اختیار کیا۔ شاعری کا ذوق انہیں ورثے میں ملا اور کم عمری میں ہی مشاعروں میں اپنی شناخت بنالی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد کلکتہ سے انٹر میڈیٹ کیا اور ٹی ٹی ریلوے میں ملازمت اختیار کی، بعد ازاں ۱۹۵۲ء میں ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہو گئے۔ وہ نعت کے علاوہ غزل، نظم اور نثر میں بھی طبع آزمائی کرتے رہے۔ ان کی تصانیف میں نغمۂ روح، نغمۂ نور، موجِ طہور، کیف و سرور، موجِ نور، کرم بالائے کرم، بت کدہ، چراغِ طور، آہِ ناتمام، بستان بہزاد، نغماتِ بہزاد، کفر و ایمان، بیانِ حضور، وجد و حال، حکیم بڈھن، نقشِ بہزاد، اسرارِ امریکہ، نظارہ، رازِ نیاز شامل ہیں۔ ان کی مشہور غزلیں "اے جذبۂ دل گر میں چاہوں"، "اک بے وفا کو پیار کیا ہائے کیا کیا"، "کیا یہ بھی میں بتلا دوں تو کون ہے میں کیا ہوں" آج بھی مقبول ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد وہ کراچی منتقل ہوئے اور سخی حسن قبرستان میں مدفن ہیں۔ ان کی وفات کے ساتھ نعتیہ شاعری کا ایک درخشاں عہد ختم ہو گیا، مگر ان کا کلام آج بھی زندہ ہے۔

خورشید ناظر (اصل نام: ملک خورشید احمد، پیدائش: ۲ جنوری ۱۹۴۴، بہاولپور) نعت گو شاعر، ادیب، نقاد، محقق، کالم نویس اور صحافی ہیں۔ وہ اردو شاعری میں "صنفِ توشیح" کے واحد معروف شاعر سمجھے جاتے ہیں۔ بی کام کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد وہ نہ صرف بہاولپور میں بطور شاعر بلکہ سماجی کارکن کے طور پر بھی پہچانے گئے۔ وہ ممبر میونسپل کارپوریشن بہاولپور (۱۹۸۰-۱۹۹۲) سمیت مختلف سماجی و تعلیمی کمیٹیوں میں شامل رہے۔ ان کے کالم اور تنقیدی مضامین مختلف اخبارات و جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ شاعری میں تجربات کی وسعت کے باوجود ان کے کلام میں ادبی و فنی حسن کی مضبوط گرفت نمایاں ہے، اور ان کا حمدیہ کلام ایک خاص بہاؤ اور جذب کی کیفیت رکھتا ہے۔ آپ کا ادبی کارنامہ "صنعت توشیح" یعنی غیر منقوط شاعری کے استعمال کا اس قدر وسیع ذخیرہ کسی اور شاعر کے ہاں نہیں پایا جات اس فن میں انہوں نے خوب لوہا منوایا ہے۔ بہاولپور میں اردو ادب کے فروغ کے لیے جب سے مجلس بہاولپور کی بنیاد ڈالی گئی تب سے خورشید ناظر سے اس ادارے کی خوب آبیاری کی ہے اور یہ بات بھی حیرت زدہ کرتی ہے:

> "جہاں آپ بے مثال اصناف میں مہارت رکھتے ہیں وہیں علمِ عروض جیسی مشکل صنف پر بھی عبور رکھتے ہیں جو کہ ہر شاعر کے بس کی بات نہیں۔"(۳)

خورشید ناظر ایک ممتاز ادبی شخصیت ہیں، جنہوں نے شاعری، تحقیق اور تنقید میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی تصانیف کی تعداد ۱۴ سے زائد ہے، جن میں "بلغ العلیٰ بکمالہ" (منظوم سیرتِ پاک)، "ہر قدم روشنی" (سفر نامہ حج) اور "کلامِ فرید اور مغربی تنقیدی رویے" شامل ہیں۔ انہیں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا صد سالہ خواجہ فرید ایوارڈ، ستارۂ بہاولپور ایوارڈ اور شانِ بہاولپور ایوارڈ (۲۰۱۷ء) جیسے اعزازات سے نوازا گیا۔ ان پر ایم فل سطح کے تحقیقی مقالے بھی لکھے جا چکے ہیں۔ وہ گزشتہ ۵۶ سال سے ادب کی خدمت کر رہے ہیں اور "حروف" کے نام سے ایک معیاری ادبی جریدہ شائع کر چکے ہیں۔ ان کی علمی و ادبی کاوشوں کے اعتراف میں ریڈیو پاکستان بہاولپور کی گیلری میں ان کی تصویر بھی آویزاں ہے۔ اگرچہ وہ بہاولپور جیسے نسبتاً چھوٹے شہر سے تعلق رکھتے ہیں، مگر ان کا اسلوب اور تخلیقی راستہ منفرد اور جداگانہ ہے۔

راجہ رشید محمود (۲۳ اگست ۱۹۳۹ء) ایک ممتاز نعت گو شاعر، نقاد، سیرت نگار اور سرنامہ نگار تھے۔ وہ ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور جنجوعہ راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے ایم اے اردو (پنجاب یونیورسٹی) اور سرٹیفکیٹ ان لائبریری سائنس میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ وہ ۳۱ سال تک پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ سے وابستہ رہے، جہاں نصابی کتب کی تصنیف و تدوین میں اہم خدمات انجام دیں۔ ان کی نعتیہ شاعری انفرادیت اور منفرد موضوعات کی حامل تھی، جس نے انہیں ایک ممتاز مقام

دلایا۔ تصنیف و تالیف کا سلسلہ انہوں نے اوائلِ عمری سے شروع کیا اور زندگی بھر جاری رکھا۔ ڈاکٹر ریاض مجید ان کی نعتیہ شاعری کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

> "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شیفتگی، زیارتِ رسولؐ کی شدید خواہش، روضۂ رسولؐ میں حاضری کی تمنا، دیارِ رسولؐ سے محبت کا اظہار اور آنحضرتؐ سے شوق و عقیدت کے دوسرے اَن گنت مظاہر اُن کی نعتوں میں جگہ جگہ لو دیتے ہیں۔ محمود نے آنحضرتؐ سے دُوری، شہر مدینہ کے فراق اور حاضری و زیارت رسولؐ اکرم کے مضامین کی بڑی شگفتگی اور دلاویزی سے اپنی نعتوں سے سمویا ہے اور بعد ووصال کے یہ تخلیقی تجربے ان کی نعت کا سب سے موثر امتیاز ہیں۔"(۴)

اسی طرح مزید لکھتے ہیں:

> "محمود کی نعت کو عبادت، واردات قلبی اور عشقِ نبیؐ کے اظہار کے لیے جس جذب اور اخلاص کے ساتھ اختیار کیا ہے اب یہ اُن کا فن ہی نہیں زندگی بن گیا ہے۔ محمود کی نعتوں میں فن، عشق، واردات اور عبادت کے رنگ کچھ اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ انہیں الگ الگ کرنا مشکل ہے۔"(۵)

راجہ رشید محمود (۲۳ اگست ۱۹۳۹ء – ۱۲ اپریل ۲۰۲۱ء) ایک ممتاز نعت گو شاعر، نقاد، سیرت نگار اور صحافی تھے۔ انہیں نعت گوئی میں منفرد مقام حاصل تھا اور کئی قومی و صوبائی اعزازات سے نوازا گیا، جن میں ۱۹۸۶ء اور ۱۹۹۷ء میں صدارتی ایوارڈز، ۱۹۹۹ء اور ۲۰۰۳ء میں صوبائی سیرت ایوارڈز، اور پاکستان نعت اکیڈمی کا سلور جوبلی ایوارڈ شامل ہیں۔ انہوں نے ۳۱ سال ڈاکٹر تک پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ میں خدمات انجام دیں اور تصنیف و تالیف کے میدان میں بیش بہا علمی سرمایہ چھوڑا۔ ان کی تصانیف میں "ورفعنا لک ذکرک"، "منشورِ نعت"، "سیرتِ منظوم"، "عرفانِ نعت"، "نعتاں دی اٹی" سمیت کئی کتب شامل ہیں، جبکہ ان کی کلیاتِ نعت اور کلیاتِ حمد بھی شائع ہو چکی ہیں۔ وہ ماہنامہ "نعت" (۱۹۸۸ء–۲۰۱۱ء) کے مدیر رہے اور نعتیہ ادب کی ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی علمی و ادبی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

راجا محمد عبداللہ نیاز (۱۸۹۵ء – ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۱ء) اردو کے ممتاز شاعر، نثر نگار اور محقق تھے، جنہوں نے غزل، نظم اور منظومات میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ وہ لیہ (غازی خان ڈویژن) میں پیدا ہوئے اور ایم اے فارسی (گولڈ میڈلسٹ) تھے۔ تدریس کے شعبے سے وابستہ رہے اور مختلف اسکولوں میں استاد اور ہیڈ ماسٹر کے طور پر خدمات انجام دیں۔ ان کی نعت گوئی میں قومی و اخلاقی رنگ نمایاں تھا، اور ان کے کلام کو مولانا ظفر علی خان، حفیظ تائب، اور تحسین فراقی جیسے نامور ادیبوں نے سراہا۔ ان کی تصانیف میں "یہ ہیں کارنامے رسولؐ خدا کے"، "صبح سخن"، "تجلیات اسلام" اور بچوں کے لیے لکھی گئی کتاب "خدا اور اس کے رسول" شامل ہیں۔ ان کی شاعری میں اسلامی تاریخ، سیرتِ نبویؐ اور مشاہیر اسلام کے کارناموں کی جھلک نمایاں ہے۔

شرف الدین ساحل (پیدائش: ۱۲ اگست ۱۹۴۹ء، مومن پورہ، مہاراشٹر) اردو ادب کی ہمہ جہت شخصیت تھے، جو شاعر، ادیب، محقق، نقاد، مورخ اور معلم کے طور پر جانے جاتے تھے۔ انہوں نے اردو، فارسی اور عربی میں ایم اے کیا اور ناگپور یونیورسٹی سے

دو بار پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ باوجود اعلیٰ تعلیمی قابلیت کے، انہیں درس و تدریس میں مستقل ملازمت نہ مل سکی، جو اردو ادب اور تعلیمی نظام کا المیہ ہے۔ ۱۹۸۰ء میں ان کی پہلی تحقیقی کتاب "ملت اسلامیہ کا سفر" شائع ہوئی، اور ۲۰۰۲ء تک ان کی ۲۷ کتابیں منظر عام پر آچکی تھیں۔ انہوں نے تنقید، تحقیق، تاریخ، شاعری، نعت، صحافت، قومی یکجہتی اور بچوں کے ادب میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ سادہ طرزِ زندگی کے باوجود وہ ادبی، سماجی اور تعلیمی سرگرمیوں میں ہمیشہ فعال رہے اور ناگپور کے ادبی و ثقافتی منظر نامے کا ایک اہم حصہ بنے رہے۔

خطۂ ودربھ (ناگپور، برادکامٹی) ڈاکٹر ساحل کا پسندیدہ موضوع ہے وہ ایک بالغ نظر محقق و مورخ کی حیثیت سے معاشرہ کی تمدنی، تہذیبی، ثقافتی اور علمی و ادبی تاریخ کی مسلسل تدوین کر رہے ہیں ان کا کہنا ہے

"آج تک اس وادیِ شوق میں سرگرداں و پریشاں ہوں"(۶)

اس کا نتیجہ یہ بر آمد ہوا کہ موصوف کے قلم سے ناگپور اور کامٹی سے متعلق اب تک آٹھ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس علاقائی ادب کو صفحۂ قرطاس پہ قلم بنا کرنا ایک فرد واحد کا بڑا کارنامہ اور اس کے وسیع مطالعے اور عرق ریزی کا بڑا ثبوت ہے۔ ڈاکٹر ساحل ناگپور کے ایک ایسے صاحبِ امروز ہیں جس نے اپنی تحقیق سے ہر نایاب اور گوہرِ فردا نکالے ہیں۔ ڈاکٹر شرف الدین ساحل ایک معتبر محقق، نقاد، اور شاعر ہیں جنہوں نے تاریخ کو اس کی اصل شکل میں پیش کیا، اسے افسانہ نہیں بنایا۔ ان کی تصانیف کو علمی و ادبی حلقوں میں پذیرائی حاصل ہوئی، اور مختلف اداروں نے انہیں انعامات و اعزازات سے نوازا۔ ان کے ادبی کارناموں کو ظ انصاری، مالک رام، شمس الرحمن فاروقی، اور دیگر نامور ناقدین نے سراہا۔ شاعری میں بھی ان کا منفرد مقام ہے، جہاں انہوں نے غزل، نظم، نعت، اور بچوں کے لیے نظمیں تخلیق کیں۔ پہلے ان کا تخلص افسرؔ تھا، جو بعد میں ان کے استاد شارق ایرایانی نے ساحل رکھ دیا۔ زندگی کے نشیب و فراز سے گزرتے ہوئے، انہوں نے اپنے تجربات کو شاعری اور نثر میں ڈھالا۔ وہ غیر متعصب انسان ہیں، جو سماجی برائیوں پر کُھل کر تنقید کرتے اور اخلاقی اقدار کی پاسداری پر زور دیتے ہیں۔ اردو ادب میں ان کی خدمات فخر و اعزاز کا باعث ہیں، اور وہ واقعی اردو کا شرف اور اردو کا ساحل کہلانے کے مستحق ہیں۔

عبدالعزیز خالد اردو شاعری میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری میں مشکل الفاظ، منفرد بندشیں اور گہری فکر نمایاں ہیں، لیکن وہ سادہ اور عام فہم اشعار بھی کہتے ہیں، جو قارئین کو جلد سمجھ آجاتے ہیں۔ ان کی شاعری میں نعت، غزل، نظم، منقبت اور رباعی کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی گراں قدر تخلیقات شامل ہیں۔ خاص طور پر منظوم سیرت نگاری میں انہوں نے اردو شاعری کو ایک نیا انداز دیا، جہاں عربی الفاظ کی خوبصورت آمیزش ملتی ہے۔ تعلیم کے میدان میں بھی انہوں نے نمایاں کامیابیاں حاصل کیں، اور پنجاب یونیورسٹی سے اقتصادیات میں ماسٹرز کیا۔ سرکاری ملازمت میں رہتے ہوئے بھی وہ ادب سے وابستہ رہے اور انکم ٹیکس کمشنر کے عہدے پر فائز رہنے کے باوجود درویشانہ زندگی بسر کی۔ ان کے اخلاق و کردار کی تعریف کئی نامور ادیبوں نے کی، جو انہیں دیانت دار، ہمدرد اور جری افسر کے طور پر یاد کرتے ہیں۔ ان کی شخصیت میں ایک منفرد توازن تھا، جہاں انہوں نے شاعری اور عملی زندگی کو ہم آہنگ رکھا۔ عبدالعزیز خالد کی شاعری میں فکری گہرائی، مذہبی رجحان، تاریخی شعور اور فلسفیانہ فکر نمایاں ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری عشقِ رسولؐ سے بھرپور ہے اور اسلامی تاریخ کو شاعری کے پیرائے میں پیش کرنے کا ایک منفرد انداز رکھتی ہے۔ ان کی سیرت نگاری پر مبنی کتابیں، جیسے ماذاذؐ، طاب طابؐ، منحمناؐ، عبدہ اور فارقلیط، اردو ادب میں ایک اہم مقام رکھتی ہیں۔ ان کے کلام میں اسلامی طرزِ فکر نمایاں ہے، جو انہیں اردو کے منفرد اور قابلِ قدر شاعروں میں شامل کرتا ہے۔ جس طرح اردو نثر میں سیرت نگاری ایک اہم

خصوصیت رکھتی ہے اسی طرح منظوم سیرت نگاری کا مقام بلند و اعلیٰ ہے۔ عبدالعزیز خالد کا اسلوبِ بیاں کی منظوم سیرت نگاری میں مختلف ہیں۔ ان کی منظوم سیرت نگاری کے بارے میں سید یونس شاہ یوں رقمطراز ہیں:

> "خالد نے اگرچہ سراپا میں ایجاز سے کام لیا ہے مگر اس اجمال میں تفصیل کا مزہ آتا ہے۔ اسلوب اتنا پیارا ہے کہ بار بار پڑھے کو جی چاہتا ہے۔ خالد نے خیر البشر کی صورت و سیرت کو الفاظ کا جامہ پہنا کر ایک ایسا چراغ روشن کیا ہے جس کو ضیا باری سے ظلمتوں کی اندھیری شب ختم ہو جائے گی یہ نہ صرف اہل وطن کی خدمت ہے بلکہ انسانیت پر ایک احسانِ عظیم ہے۔"(۷)

اسی طرح تحسین فراقی لکھتے ہیں:

> "فارقلیط اور منحمنا جیسی خالص مذہبی تصانیف میں بھی جہاں حسن کے بیان کے گنجائش نسبتاً کم تھی۔ خالد کے معجز نگار قلم نے وہ وہ پھول بکھیرے ہیں جن کی بُو باس، مشامِ دل کے لیے لذت آگیں بھی ہے اور نزہت افزا بھی۔"(۸)

عبدالعزیز خالد کی درج ذیل تصانیف ہیں:

زرِ داغِ دل	کلکِ موج	حمطایاً
ماتمِ یک شہر آرزو	فارقلیط	برگ خزاں
سرورِ رفتہ	منحمنا	ماذماذٌ
لحنِ صریر	کفِ دریا	طاب طابٌ
پروازِ عقاب	دشت شام	شعلۂ خیار
غزل الغزلات	مزمور میر مغنی	کجدار و مریز
رنجیر رمِ آہو	حدیثِ خواب	گلِ نغمہ
سلومی	سراب ساحل	مہابھارت کتھن مالا
دکانِ شیشہ گر	اقبال۔ عطیہ بیگم	ورقِ ناخواندہ
برگِ خزاں	رفتگاں	چراغ لالہ

عبدالعزیز خالد کو ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں متعدد اعزازات سے نوازا گیا، جن میں پرائیڈ آف پرفارمنس، نقوش ایوارڈ، آدم جی ادبی ایوارڈ اور گلڈ ایوارڈ شامل ہیں۔ ان کی شاعری، فکری وسعت اور منفرد اسلوب نے انہیں اردو ادب میں نمایاں مقام عطا کیا۔ نامور شاعر سرور بجنوری نے انہیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے انہیں آئینۂ فصاحت، گنجینۂ بلاغت، افکار کا جزیرہ اور باکمال شاعر قرار دیا۔ ان کے اشعار میں دانش، گہرائی اور عشقِ رسولؐ نمایاں ہیں، جس کی وجہ سے وہ عصرِ حاضر کے دانا اور ایک سچے عاشقِ مصطفیٰؐ کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔

پروفیسر عبدالمنان طرزی اردو اور فارسی کے نامور شاعر، ادیب اور استاد تھے۔ وہ ۳جولائی ۱۹۴۰ء کو در بھنگہ میں پیدا ہوئے اور کم عمری میں ہی حافظ قرآن بن گئے۔ انھوں نے اُردو میں ایم اے کیا اور تدریس کے شعبے سے وابستہ رہے، ۲۰۰۰ء میں پروفیسر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ شاعری کا آغاز نعت گوئی سے کیا اور ان کا پہلا شعری مجموعہ "لکیر" ۳۲سال کی عمر میں منظر عام پر آیا۔ وہ تقریباً ۵۰ سے زائد کتابوں کے مصنف تھے اور ۶۰،۰۰۰ سے زیادہ اشعار کہے۔ فارسی کتاب "قد آوراں" پر حکومتِ ہند سے لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ اور ایران کی طرف سے اعزازات حاصل کیے۔ ان کی شخصیت اور فن پر تحقیقی مقالے اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں دی جا چکی ہیں، جبکہ ان پر کئی کتابیں بھی لکھی گئیں۔ مارچ ۲۰۲۲ء میں ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کا ادبی سرمایہ اردو اور فارسی شاعری کے لیے ایک اہم اثاثہ ہے۔

عرفان راشدی (اعجاز الدین احمد) [تاریخ پیدائش نامعلوم – وفات نامعلوم

عرفان راشدی ایک جید عالمِ دین، صوفی اور مصنف تھے، جنہوں نے دینی علوم کے ساتھ جدید تعلیم بھی حاصل کی۔ وہ لاہور میں جامعہ عرفانیہ کے امیر اور مجلس علماء اسلام کے فعال رکن تھے۔ ان کا تعلق ساداتِ ماوراء النہر اور دہلی کے شمسی و بقائی خاندان سے تھا۔ انہوں نے متعدد شہروں میں سکونت اختیار کی اور اپنی زندگی دینی علوم، تصوف اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے وقف کر دی۔ وہ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن بھی رہے اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ان کی وسیع لائبریری "دارالکتب عرفانیہ" میں تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف کا مطالعہ جاری رہتا تھا۔ وہ چشتیہ صابریہ سلسلے میں حضرت مولانا سید وارث حسن جہاں آبادیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ان کی تصانیف میں "چراغ مصطفویٰ"، "بدرء الخلق"، "عرفان حقیقت"، "نزول رحمت اور معرفت"، "ارکان پنجگانہ"، "اسلام اور دور جدید" سمیت کئی علمی و دینی کتب شامل ہیں۔ ان کی تحریروں کو علم و معرفت کا خزانہ سمجھا جاتا ہے اور ان کے کلام کو تصوف و معرفت کا گہرا رنگ حاصل ہے۔

عنبر بہرائچی (محمد ادریس) [۷ مئی ۱۹۴۹–۷ مئی ۲۰۲۱]

عنبر بہرائچی معروف شاعر، مصنف اور سول سروس کے افسر تھے، جن کا اصل نام محمد ادریس تھا۔ وہ ضلع بہرائچ (یوپی) میں پیدا ہوئے اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد یوپی سول سروس میں شامل ہوئے، جہاں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ نعت خوانی اور شاعری سے ان کا لگاؤ بچپن سے تھا، اور استاد بابا جمال بہرائچی نے انہیں "عنبر" کا تخلص دیا۔ انہوں نے اردو، ہندی اور انگریزی میں متعدد تصانیف لکھیں، جن میں "روپ انوپ"، "خالی سیپوں کا اضطراب"، "سنسکرت شعریات"، "لمیات نظیرت فی نظر"، "اقبال: ایک ادھین" شامل ہیں۔ ان کی کتاب "سوکھی ٹہنی پر ہریل" کو ساہتیہ اکادمی انعام بھی ملا۔ عنبر بہرائچی شمالی ہندوستان کی بولیوں، ثقافت اور سنسکرت شاعری پر گہری نظر رکھتے تھے۔ ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے لکھنو میں سکونت اختیار کی، جہاں ان کی اہلیہ شائستہ عنبر خواتین کے حقوق کے لیے سرگرم رہیں۔ وہ ۷ مئی ۲۰۲۱ کو اپنے یومِ پیدائش پر وفات پا گئے۔

گہرا عظمی (اصل نام: انصار الحق قریشی) ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو مدوارہ خرد، ضلع اعظم گڑھ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور پاکستان میں مختلف سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ شاعری کا آغاز کم عمری میں کیا، لیکن ۱۹۸۴ء کے حج کے بعد نعتیہ شاعری میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ ان کی تصانیف میں ثنائے رسول، خیر البشر، حضور میرے، رہنمائے حیات، سرورِ کائنات (منظوم سیرت) اور خلفائے راشدین جیسے اہم مجموعے شامل ہیں۔ انھوں نے نعتیہ اور منظوم سیرت نگاری میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

لالہ صحرائی (اصل نام: چوہدری محمد صادق) ۱۴ فروری ۱۹۲۰ء کو مہتہ، امر تسر (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد خانیوال میں سکونت اختیار کی۔ ۷۰ برس تک نثر، تراجم، تنقید، طنز و مزاح اور خاکہ نگاری میں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۹۰ء کے بعد نعت گوئی کی طرف متوجہ ہوئے اور ۲۰۰۰ء تک ان کے ۱۶ نعتیہ مجموعے شائع ہوئے۔ تصانیف میں چمن میری امیدوں کا، نور مینارہ، قلم سجدے، لالہ زار نعت اور بارانِ نعت شامل ہیں۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں ۱۹۹۹ء میں انہیں صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ۸ جولائی ۲۰۰۲ء کو ملتان میں وفات پائی۔

ماہر القادری (اصل نام: منظور حسین ماہر) ۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء کو قصبہ کسیر کلاں، ضلع بلند شہر (یوپی، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ والد معشوق علی زراعت سے وابستہ تھے لیکن علمی و ادبی ذوق رکھتے تھے، جس کا اثر ماہر القادری پر بھی پڑا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۲۶ء میں محکمہ ڈاک میں ملازمت حاصل کی اور بعد میں حیدرآباد دکن منتقل ہو گئے، جہاں تقریباً پندرہ برس قیام کیا۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں کراچی آ کر ماہنامہ فاران جاری کیا، جو ۲۹ برس تک شائع ہوتا رہا۔ وہ کئی فلمی گیت بھی لکھ چکے تھے لیکن فلمی دنیا کو جلد خیر باد کہہ دیا۔ ماہر القادری اردو ادب میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں، خصوصاً نعتیہ شاعری میں ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ان کی نعتیہ شاعری میں حضور اکرم ﷺ سے والہانہ محبت نمایاں ہے۔ انہوں نے اپنے نعتیہ کلام میں سیرتِ نبوی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا اور عشقِ رسول ﷺ کو خوبصورتی سے شعری قالب میں ڈھالا۔ ان کی شاعری کو نصاب میں بھی شامل کیا گیا اور ان کے کلام نے لاکھوں دلوں میں عشقِ رسول کو فروغ دیا۔ انہوں نے فاران جیسے مؤقر جریدے کے ذریعے علمی، ادبی اور مذہبی موضوعات پر بے شمار تحریریں شائع کیں، جنہیں علمی حلقوں میں بے حد پذیرائی ملی۔ ان کی تحریریں دوٹوک اور جرات مندانہ موقف کی حامل تھیں، جس کی بدولت وہ نظریاتی جرائد میں ایک منفرد پہچان بنانے میں کامیاب رہے۔ ان کی نثر اور شاعری دونوں میں خلوص، سادگی اور تاثیر نمایاں تھی۔ ماہر القادری کی علمی، ادبی اور مذہبی خدمات کا دائرہ وسیع تھا، ان کی شخصیت باوقار اور دلاویز تھی۔ وہ علم و ادب کے ساتھ ساتھ روحانی طور پر بھی ایک مضبوط شخصیت کے مالک تھے۔ ۱۲ مئی ۱۹۷۸ء کو یہ عظیم نعت گو شاعر اور ادیب اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے، مگر ان کی نعتیہ شاعری اور علمی خدمات ہمیشہ زندہ رہیں گی۔ ماہر القادری کی تصانیف میں سب سے اہم مقام کاروانِ حجاز کو حاصل ہے جو کہ ان کی پہلی کتاب تھی انہوں نے حمد، نعت اور منظوم سیرت نگاری پر بھی بہت کام کیا۔ ان کی تصانیف کی فہرست کچھ یوں ہیں:

> "۱۹۵۴ء میں ماہر صاحب نے حج کے مشاہدات و تاثرات پر "کاروانِ حجاز" کے نام سے کتاب تحریر کی۔"(۹)

ماہر القادری کی تصانیف کی فہرست درج ذیل ہیں:

نعتیہ مجموعے:

ظہورِ قدسی ۱۹۳۹ء	ذکرِ جمیل ۱۹۴۴ء	ذکرِ جمیل ۱۹۸۹ء

مجموعہ ہائے غزل و نظم:

محسوساتِ ماہر ۱۹۴۱ء	نغماتِ ماہر ۱۹۴۲	فردوس ۱۹۵۶ء
جذباتِ ماہر ۱۹۴۴ء	کلیاتِ ماہر مرتب عبدالغنی فاروق	۱۹۹۴ء

ناول:

جب میں جوان تھی ۱۹۴۲ء	کردار ۱۹۴۴ء / در یتیم ۲۰۰۲ء	کانجی ہاؤس ۱۹۴۸ء

افسانے:

انگڑائی ۱۹۳۶ء پیمانے ۱۹۴۶ء اندھیرے سے اجالے تک ۱۹۸۶ء	طلسمِ حیات ۱۹۳۷ء مے خانے ۱۹۴۷ء	حسن و شباب ۱۹۴۵ء نگینے ۱۹۴۷ء

خاکے:

یادِ رفتگاں جلد اول ۱۹۹۴ء

سفر نامے:

کاروانِ حجاز ۱۹۸۵ء	سیاحت نامہ ماہر (مرتب طالب ہاشمی) ۱۹۸۷ء

تبصرے و تنقید:

ماہر القادری کے تبصرے (مرتب طالب ہاشمی) ۱۹۹۱ء	ادبی معرکے ۱۹۹۴ء

انشائیے:

روزنامچے ۱۹۳۵ء	محبت بھرے خطوط ۱۹۴۱ء

ماہر القادری کی فن و شخصیت پر اب تک بہت سے مضامین لکھے جا چکے ہیں اور ایک پی ایچ ڈی اردو کا مقالہ بعنوان "ماہر القادری حیات اور ادبی کارنامے" بھی شائع ہوا جس کو عبدالغنی فاروق نے تحریر کیا یہ مقالہ ۱۹۹۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے لکھا گیا۔ ماہر القادری آخری دم تک ماہنامہ "فاران" کے مدیر رہے۔ ان کی وفات ۱۹۷۸ء میں ہوئی ان کی وفات کے بارے میں سید ابوالہاشم لکھتے ہیں:

> "ماہر القادری کی صحت عمر بھر قابل رشک رہی آخری چند سال وہ عارضہ قلب میں مبتلا رہے اور ۷۲ برس کی عمر میں ۱۹۷۸ء کو وفات پا گئے اور مکہ مکرمہ میں جنت المعلیٰ کے قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے"(۱۰)

محشر رسول نگری، جن کا اصل نام نثار احمد اور تخلص محشر تھا، ۱۹۱۶ء میں کوئٹہ میں پیدا ہوئے۔ دیارِ حبیب ﷺ کی نسبت سے رسول نگری کہلائے۔ ان کے والد، میاں الٰہی بخش، محکمہ تعلیم اور پھر محکمہ پولیس میں خدمات انجام دیتے رہے۔ محشر رسول نگری ایک قادرالکلام شاعر تھے، جنہیں ۱۹۴۹ء میں مردان کے معروف شاعر شمس الدین شمشاد کی صحبت سے فیض حاصل ہوا۔ ان کی کئی تصانیف شائع ہوئیں، جن میں تیغ و قرآن، نظامِ نو، مثنوی صحیفۂ فطرت، فخر کونین اور شمشاد خراماں نمایاں ہیں۔ خاص طور پر فخر کونین اردو کی پہلی طویل منظوم سیرتِ نبوی ﷺ ہے، جو مسدس کی ہیئت میں لکھی گئی اور تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت سے فتح مکہ تک کے تمام اہم حالات و واقعات کو شاعرانہ حسن و دلکشی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کا پہلا دیباچہ معروف شاعر مختار صدیقی، جبکہ دوسری جلد کا مقدمہ استادِ ادب ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے تحریر کیا، جنہوں نے اسے مسدس حالی کے بعد اردو کی دوسری عظیم الشان مسدس قرار دیا۔ محشر رسول نگری کو زبان و بیان پر مکمل عبور حاصل تھا، جس کی بدولت انہوں نے ایک انتہائی مقدس اور معروف موضوع کو اس شگفتہ انداز میں پیش کیا کہ قاری ان کے پیرایۂ بیان اور والہانہ عشقِ رسول ﷺ کا اسیر ہو

جاتا ہے۔ ڈاکٹر عزیز احسن کے بقول، محشر رسول نگری کی فخر کونین، سیرتِ نبوی کو منظوم انداز میں پیش کرنے کا ایک منفرد اور قابلِ ستائش کارنامہ ہے، جو اردو نعتیہ شاعری میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔

منصور ملتانی، جن کا اصل نام تنویر احمد خان تھا، ۱۹۵۰ء میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدا میں غزل سے شعری سفر کا آغاز کیا، مگر بعد میں نعت گوئی ان کی پہچان بنی۔ وہ قادرالکلام شاعر تھے اور مشکل ردیف و قافیہ میں کلام کہنے پر مہارت رکھتے تھے۔ ان کی تخلیقات میں مرسل و مرسل اور سیرۃ النبی منظوم خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ سرکاری نوکری کے باوجود انہوں نے ادب سے اپنا ناطہ جوڑے رکھا۔ ان کی شاعری میں سادگی، گہرائی اور سوز نمایاں تھا۔ وہ ۷ فروری ۲۰۱۶ء کو وفات پا گئے، مگر اپنی شاعری کے ذریعے ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

سید قائم رضا نسیم امروہوی ۱۹۰۸ء میں امروہہ (برطانوی ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک ممتاز شاعر، مورخ، لغت نویس اور مرثیہ نگار تھے۔ انہوں نے نسیم اللغات جیسی عظیم لغت مرتب کی اور اردو لغت بورڈ کراچی سے وابستہ رہے۔ شاعری میں ان کا خاص میدان مرثیہ نگاری تھا، اور ان کے مرثیوں کی تعداد ۲۰۰ سے زائد ہے۔ ان کی دیگر تصانیف میں فرہنگِ اقبال، فلسفہ غم، برق و باراں اور مسدس نسیم شامل ہیں۔ ۲۸ فروری ۱۹۸۷ء کو کراچی میں وفات پائی اور مسجد آلِ عبا کے احاطے میں سپرد خاک ہوئے۔ ان کی علمی و ادبی خدمات اردو ادب کا سرمایہ ہیں۔

منظوم سیرت نگاری اردو ادب کی ایک اہم اور معتبر صنف ہے، جو عشقِ رسول ﷺ کے جذبے کو شعری آہنگ عطا کرتی ہے۔ اس مقالے میں اردو کے چند نمایاں منظوم سیرت نگاروں کا تعارف پیش کیا گیا، جنہوں نے اپنی شاعری میں سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا اور اس روایت کو جلا بخشی۔ یہ منظوم تخلیقات نہ صرف فنی اور ادبی اعتبار سے بلند ہیں بلکہ عشق و عقیدت کی وہ لازوال مثالیں ہیں جو ہر دور کے قاری کو سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں زندگی گزارنے کا درس دیتی ہیں۔ اردو شاعری میں نعتیہ اور سیرتی شاعری کے یہ چراغ ہمیشہ فروزاں رہیں گے اور نئی نسل کے لیے فکری و روحانی رہنمائی کا ذریعہ بنتے رہیں گے۔ امید ہے کہ یہ تحقیق مستقبل میں مزید علمی و تحقیقی کاوشوں کا پیش خیمہ ثابت ہو گی۔

حوالہ جات

۱۔ ندیم صدیقی، ابرار کرتپوری کے فنی کمالات کا اعتراف، جامعہ ملیہ اسلامیہ، ۲۰۲۳ء، ص:۳۵

۲۔ ڈاکٹر ریاض مجید، خراجِ تحسین، (غیر مطبوعہ)، ص:۴۵

۳۔ روزنامہ نوائے وقت، ملتان، ۲۴ اکتوبر ۲۰۱۵ء

۴۔ ڈاکٹر ریاض مجید، راجہ رشید محمود کی نعت، (مشمولہ)، تحریریں از خالد شفیق (مدیر) "لاہور، اگست ۱۹۹۵ء، ص:۱۶۷

۵۔ ایضاً، ص:۱۶۷

۶۔ ایضاً، ص:۱۳

۷۔ سید یونس شاہ (مضمون): "کلامِ خالد ــــ بصارت اور بصیرت کا سنگم "مشمولہ "تحریریں (عبدالعزیز نمبر)"
ایڈیٹر: زاہدہ صدیقی، جلد ۵، شمارہ ۳/۴، مارچ اپریل ۱۹۷۵ء، لاہور، ص:۲۱۲

۸۔ تحسین فراقی، خالد اور خارجی متعلقات حسن، ایضاً، ص:۲۱۹

۹۔ سید ابو الہاشم، ادب کی دنیا ماہر القادری "ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، س ن، ص:۳۶

۱۰۔ ایضاً، ص:۳۶

References in Roman Script:

1. Nadeem Siddiqi, Abrar Kartapuri ke Fanni Kamalat ka Aitraf, Jamia Millia Islamia, 2023, p: 35

2. Dr. Riaz Majeed, *Khiraaj-e-Tahseen*، (Ghair Matboa),P: 35

3. Roznama Nawa-e-Waqt, Multan, 24 October 2015

4. Dr. Riaz Majeed,*Raja* Rasheed Mahmood ki Naat, *Mashmoola* ,Tehreerein az Khalid Shafiq (Mudeer*)*, Lahore, August 1995, p:167

5. Ibid, p:167

6. Ibid, p:13

7. Syed Younas Shah (Maqala),*Kalaam-e-Khalid* — Basarat aur Baseerat ka Sangam, Mashmoola, Tehreerein *(*Abdul Aziz Number Editor**:** Zahida Siddiqi, Jild: **5,** Shumara**:** 3/4, March-April 1975, Lahore, p: 212

8. Tahseen Firaqi, Khalid aur Khariji Mutaliqat-e-Husn, *Aeezan*, p: 219

9. Syed Abu Al-Hasham, Adab ki Duniya – Mahir Al-Qadri ,Malik Deen Muhammad & Sons Publishers, Lahore, S.N, p:36

10. Ibid, p. 36